ظاہر ہے یہ اور اس قسم کے دوسرے مسائل ایک مورخ کے لیے پریشان کن ثابت ہوسکتے ہیں چنانچہ مولانا محمد ابرار حسین صاحب فاروقی مرحوم نے اس گتھی کو بڑے ہی مثبت اور محققانہ طور پر سلجھایا کہ

حضرت مولانا احمد اللہ شاہ دلاور جنگ شہید۔ والی کرناٹک یا پایاں گھاٹ (مدراس) نواب عمدۃ الملک امیر الہند نواب غلام انبیاء۔ محمد علی فاروقی گوپاموی والاجاہ اول والیٔ کرناٹک پایاں گھاٹ مدراس کے پوتے تھے۔ جو اودھ کے قصبہ گوپامئو کے خاندان فاروقیاں کے ایک ممتاز فرد تھے۔ اس خاندان کے افراد گوپامئو سے جاکر ارکاٹ میں حکمرانی کرنے لگے تھے[۱] مدراس میں مدتوں رہائش اختیار کرنے کے باوجود اس خاندان نے خطۂ اودھ کے رسم و رواج اور روایات کو اپنائے رکھا (یہ خصوصیت اس خاندان کے افراد میں آج بھی موجود ہے)۔ مولانا احمد اللہ شاہ شہید نے گھر پر انگریزی، عربی، فارسی کی تعلیم مکمل کرکے ابتداء جوانی میں مدراس سے حیدر آباد (دکن) کا رُخ لیا اور وہاں سے اپنے والد محترم نواب عمدۃ الامراء غلام حسین خاں فاروقی والاجاہ دوم کی اجازت سے سیاحت کے واسطے ایک انگریز معتمد کے ساتھ انگلستان تشریف لے گئے۔ وہاں کئی سال قیام کرکے حجاز کے لیے روانہ ہوگئے (یہ نہ معلوم ہوسکا کہ انگلستان میں کتنے سال قیام کیا) حج بیت اللہ سے سرفراز ہونے کے بعد مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوتے ایران پہونچے اور وہاں سے اپنے وطن ہندوستان واپس تشریف لائے لیکن مدراس نہیں بلکہ بقول والاجاہی شاعر ابجدی کے ہے

نخستیں بہ دہلی وطن گاہ داشت ۔۔۔ بہ گوپامئو رفت و بنگاہ داشت[۲]

دہلی تشریف لائے وہاں سے تلاش مرشد میں جے پور چلے گئے۔ جہاں سب سے پہلے

---

[۱] آہ احمدی، مولانا ابرار حسین فاروقی۔ [۲] انور نامہ قلمی (کتب خانہ فاروقی۔ گوپامئو)

یہ قربان علی شاہ سانبھری کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر دستار خلافت سے سرفراز ہوئے اور اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں گوالیار پہنچ کر حضرت محراب شاہ گوالیاری قلندر سے طالب ہوئے۔ یہیں سے پیر و مرشد کے تعمیل حکم میں جہاد پر کمربستہ ہو گئے اور وہاں سے روانہ ہو کر فیض آباد، لکھنؤ اور رباڑی کے معرکوں کو سر کرنے کے بعد اپنے آبائی وطن گوپامئو ہوتے ہوئے محمدی ضلع کھیری پہونچے اور جدید فوجی تنظیم شروع فرمائی۔ تکمیل و تنظیم کے بعد ہم عصر مجاہدین کے مشورہ سے اپنی بادشاہت کا اعلان فرمادیا۔ مولانا ابرار حسین صاحب فاروقی لکھتے ہیں کہ: "یہ واضح رہے کہ نہ صرف بادشاہت اودھ ختم ہو چکی تھی بلکہ ہندوستان کی شہنشاہیت بھی ختم ہو گئی تھی اس لیے اعلانِ بادشاہت نہ بغاوت تھی اور نہ غداری۔ بلکہ باقتضائے حالات یہ اعلان ضروری تھا کہ ملک کا سربراہ کوئی ہو۔ کیونکہ جہاد کے لیے سربراہ کا وجود ضروری تھا۔" محمدی کے قلعہ سے جدید مہمات میں بیشتر میں کامیابیاں ہوئیں لیکن انگریزوں کی سازشس اور پچاس ہزار کی رشوت نے اپنا کام کر دکھایا اور راجہ پوریاں (شاہجہانپور) نے لالچ میں آکر دوستی کے بھیس میں مولانا کو ۲ر ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۵ر جون ۱۸۵۸ء یوم شنبہ کو اپنے قلعہ کے پھاٹک پر مع آپ کے دو ساتھیوں کے شہید کر دیا۔

بقیہ صفحہ ۳۳: حقیقت ہیں، حقیقت (TRUTH) اب بھی سائنس کی دنیا میں ایک عملی اور افادی مسئلہ (PRAGMATI AFLAID) ہے۔" یہی بات سلیوان کی کہ "جن نظریات کو آج ہم تسلیم کرتے ہیں وہ محض ہمارے موجودہ حدود مشاہدہ کے اعتبار سے حقیقت ہیں۔" تو اس کی حقیقت بھی آپ کو مندرجہ بالا ڈارون کے نظریہ کے تجزیہ سے واضح ہو گئی ہوگی کہ "موجودہ حدود مشاہدہ" کا اطلاق سائنس میں کہاں تک ہوتا ہے ـــ نیز سائنسی حقیقت" جس کا ذکر فاضل مصنف کرتا ہے ـــ اس کی حقیقت بھی آپ پر آشکارا ہو گئی ہوگی۔

(باقی آئندہ)

۱؎ مرآۃ احمدی

وشوابھارتی یونیورسٹی کے فارسی عربی اور اُردو مخطوطات

از: جناب عبدالوہاب صاحب بدر بستوی، سنٹرل لائبریری، وشوابھارتی یونیورسٹی شانتی نکیتن مغربی بنگال

برہان، بابت جولائی ۱۹۸۲ء سے پیوستہ

"میں خود ایک بار جامی کے سفرِ حج میں ہمراہ تھا لیکن میں اپنے شیعی مسلک کو جامی سے پوشیدہ رکھے ہوئے تقیہ کا ہی اظہار کرتا رہا جب بغداد پہونچکر قیام اختیار کیا تو ایک دن ساحلِ دجلہ پر بغرض تفریح ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک درویش قلندر وہاں آیا اور حضرت علیؓ کی شان میں ایک بلیغ قصیدۂ غرّائی سنانے لگا۔ یہ سنتا تھا کہ جامی رونے لگے اور پھر سربسجود ہو گئے۔ کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور درویش کو اپنے پاس بلاکر انعام عنایت کیا پھر مجھ سے فرمایا کہ میرے رونے، سربسجود ہونے اور درویش کو انعام دینے کی وجہ تم نے مجھ سے دریافت نہیں کی؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت علیؓ خلیفۂ چہارم تھے اور ان کے احترام میں آپ نے یہ کیا ہے۔ تو جامی نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ علیؓ اولین خلیفہ ہیں، اب تک ہم تم ایک دوسرے سے عقیدۂ شیعیت راز میں رکھے ہوئے تقیہ ہی کیے جا رہے تھے لیکن ہم دونوں تو ایک ہی عقیدہ کے پابند نکلے، اس لیے اب کوئی رازِ عقیدت مخفی رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی، درویش نے حضرت علیؓ کے سلسلے میں جو مدحیہ قصیدہ سنایا وہ دراصل میرا کہا ہوا ہے لیکن اس میں مصلحتاً اپنا تخلص میں نے ظاہر نہیں کیا اور بعض احبابِ خاص کے ذریعے قصیدہ کی تشہیر کرادی، چنانچہ اسی تشہیر کے نتیجے میں آج درویش کی زبانی وہ مدحِ علیؓ سننے میں آئی جو میرے گریہ، سجدہ اور انعام دینے کا باعث ہوئی"۔ [1]

---

[1] سبک شناسی (تاریخ تطور نثر فارسی) جلد سوم: ص ۲۲۶

جامی سے متعلق ملک الشعراء بہار نے اور بھی متعدد باتیں اپنی کتاب میں ذکر کی ہیں تفصیل کے لیے موصوف کی کتاب کے صفحات ۱۸۵ تا ۲۲۸ دیکھے جا سکتے ہیں۔

تصنیفات جامی: جامی سے متعلق بعض اہل قلم کا خیال ہے کہ موصوف کی تصنیفی تعداد کل ۵۴ ہے جو تخلص جامی کے اعداد سے ظاہر ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر رضا زادہ شفق تحریر فرماتے ہیں:

"تالیفات او از نظم و نثر موافق شمارہ حروف تخلص او "جامی" ۵۴ دفتر و رسالہ است[1]"

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا جامی کی تصنیفات اور اس کے متعلقات کی ایک مختصر فہرست پیش کر دی جائے:

نثریات:- (بہ ترتیب سال)

۱- حلیۂ حلل (مجموعہ در حمد خدا) سال تصنیف ۸۵۶ھ / ۱۴۵۲ء

۲- نقد النصوص " ۸۶۳ھ / ۱۴۵۸ء :- یہ کتاب محی الدین ابن العربی (متوفی ۶۲۸ھ / ۱۲۳۰ء) کی کتاب فصوص الحکم کے خلاصہ نقش الفصوص کی شرح ہے۔

۳- لوامع - سال تصنیف ۸۷۵ھ / ۱۴۷۰-۷۱ء :- یہ کتاب عمر ابن الفارض (متوفی ۶۳۲ھ / ۱۲۳۵ء) کے قصیدہ خمریہ کی شرح ہے۔

۴- نفحات الانس[2] " " ۸۸۳ھ / ۱۴۷۸ء :- اس کتاب میں ۶۱۴ علماء اور مشائخ صوفیا کا تذکرہ ہے۔ جو ہند و ایران میں کتنی بار طبع ہو چکی ہے۔

۵- شواہد النبوت۔ سال تصنیف ۸۸۵ھ / ۱۴۸۰ء :- یہ کتاب مقامات آنحضورؐ اور صحابہ کرام مدح پر مشتمل ہے۔

۶- اشعۃ اللمعات " " ۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء : یہ کتاب فخر الدین عراقی (متوفی ۶۸۸ھ / ۱۲۸۹ء) کی کتاب لمعات کی شرح ہے۔

---

[1] تاریخ ادبیات ایران، ص ۳۴۵۔ [2] اس کتاب کے ترجمے ترکی، عربی اور اردو میں ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ (بحوالہ کیٹلاگ فارسی، عربی اور اردو مخطوطات ڈھاکہ یونیورسٹی لائبریری، جلد اول ص

۷۔ رسالہ مناسک حج۔ سال تصنیف ۸۸۶ھ / ۱۴۸۲ء

۸۔ بہارستان　"　"　۸۹۲ھ / ۱۴۸۷ء :۔ یہ کتاب شیخ سعدی کی گلستاں کے طرز پر لکھی گئی، جو ہندوستان میں چھپ چکی ہے۔

۹۔ الفوائد الضیائیہ۔ سال تصنیف ۸۹۷ھ / ۱۴۹۲ء :۔ یہ کتاب کافیۂ ابن حاجب (متوفی سنہ ۶۴۶ھ / ۱۲۴۸-۴۹ء) کی شرح ہے۔ جسے جامی نے اپنے فرزند ضیاء الدین یوسف کو اس کا درس دینے کے دوران شرح کرنے کی ضرورت محسوس کی جو بعد میں "شرح جامی" کے نام سے مشہور ہوئی اور عربی کی درسگاہوں میں بطور نصاب شامل ہے۔ اس کتاب کا ملا سعد عظیم آبادی نے انتخاب بھی کیا تھا۔

۱۰۔ رسالہ عروض

۱۱۔ رسالہ در قافیہ؛ مرتب و مترجم درانگریزی بذریعہ ایچ بلاکمن (H. BLOCHMANN) سنہ ۱۸۶۷ء میں۔

۱۲۔ رسالہ موسیقی

۱۳۔ نے نامہ　(مثنوی رومی کی دو بیتوں کی شرح)

۱۴۔ شرح رباعیات　(اپنی چند رباعیوں کی شرح)

۱۵۔ رسالہ طریق توجہ خواجہا

۱۶۔ شرح رسالہ فی الوضع للقاضی عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد (متوفی سنہ ۷۵۶ھ / ۱۳۵۵ء)۔

۱۷۔ لوائح (تصوف) جسے ای۔ ہونفلڈ (E. Whinfield) نے مرتب کیا اور اورنیٹل ٹرانسلیشن فنڈ (لندن) کی جانب سے سنہ ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئی۔ نیز اصل متن ہند میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

۱۸۔ تاریخ صوفیاء

۱۹۔ رسالہ مختصر در بیان قواعد معمّا

۲۰ - پندِ جامی (ہند میں طبع ہو چکی ہے)
۲۱ - اسرار الجلی فی ذکر الخفی (" " " ")

نظمیات : (بترتیب سال)

۲۲ - فاتحۃ الشباب (دیوان اوّل) سال تصنیف ۸۸۴ھ/۱۴۷۹ء یہ دیوان قسطنطنیہ سے ۱۲۸۴ھ/۱۸۹۷ء میں طبع ہو چکا ہے۔

۲۳ - تحفۃ الاحرار - سال تصنیف ۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء مذہبی مثنوی بمقابل مخزن الاسرار نظامی۔ اسے ایف فالکونر (F. FALCONER) نے مرتب کیا جو ۱۸۴۸ء میں لندن سے طبع ہوئی - نیز ۱۸۶۹ء میں اصل متن لکھنؤ سے مطبوع ہوا۔

۲۴ - یوسف و زلیخا - سال تصنیف ۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء - بمقابل خسرو شیریں نظامی۔ کلکتہ، بمبئی، لکھنؤ اور ایران سے متعدد بار طبع شدہ۔

۲۵ - لیلیٰ و مجنوں - سال تصنیف ۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء - بمقابل لیلیٰ مجنوں نظامی۔

۲۶ - سلسلۃ الذہب - " ۸۹۰ھ/۱۴۸۵ء - مذہبی مثنوی بمقابل ہفت پیکر نظامی۔ یہ مثنوی نفحات الانس کے ساتھ مطبع سیدی بمبئی سے ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں طبع ہو چکی ہے۔

۲۷ - رسالہ در معمیات سال تصنیف ۸۹۰ھ/۱۴۸۵ء

۲۸ - واسطۃ العقد (دیوان ثانی) " ۸۹۴ھ/۱۴۸۹ء

۲۹ - خاتمۃ الحیات (دیوان ثالث) " ۸۹۶ھ/۹۱-۱۴۹۰ء

۳۰ - سلامان و ابسال (مثنوی) ۸۸۳ھ/۱۴۷۸ء اور ۸۹۶ھ/۱۴۹۱ء کے درمیان۔ اس مثنوی کو ایف - فالکونر (F-FALCONER) نے مرتب کیا جو ۱۸۵۰ء میں لندن سے طبع ہو چکی ہے۔

۳۱ - سبحۃ الابرار (مثنوی مذہبی) جس کا ایک انتخاب فارسی طلبا کے لیے ۱۸۱۱ء میں ...ایف - فالکونر نے کیا جو ۱۸۴۸ء میں کلکتہ سے طبع ہوا - نیز یہ مثنوی

مکمل کلکتہ ہی سے ۱۸۱۱ء میں طبع ہو چکی ہے۔

۳۲۔ سکندر نامہ یا خرد نامہ سکندری (مثنوی بمقابل اسکندرنامہ نظامی)

۳۳۔ چہل حدیث۔ ہر حدیث کی فارسی نظم میں شرح ہے جس کے ساتھ عربی متن بھی شامل ہے۔

۳۴۔ ترجمہ قصیدہ بردہ مع متن عربی۔ یہ مطبع مطلع الانوار سے ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء میں طبع ہو چکا ہے۔

اِن مذکورہ کتب کے علاوہ اور بھی متعدد چھوٹے چھوٹے رسائل جامی نے یادگار چھوڑے ہیں۔

تصنیفاتِ جامی کے ترجمے، شروح اور حواشی وغیرہ :-

یوسف زلیخا :- (۱) جرمن ترجمہ، از مسٹر روسینز ویگ (ROSENZWEIG) جو ویانا (VIENNA) سے ۱۸۲۴ء میں طبع ہوا۔

(۲) انگریزی ترجمہ، از آر۔ ٹی۔ ایچ گرفتھ (R.T. H.GRIFFITH) جو لندن سے ۱۸۸۱ء میں چھپا۔

(۳) انگریزی ترجمہ، از اے۔ روجرس (A. ROGERS) جو لندن سے ۱۸۹۲ء میں چھپا۔

(۴) پشتو (افغانی) ترجمہ۔

(۵) اُردو ترجمہ، از ابوالحسن فرید آبادی۔ یہ ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔

(۶) فرہنگ از ملا سعد عظیم آبادی۔

لیلیٰ و مجنوں :- (۱) فرینچ ترجمہ از مسٹر چیزی (CHEZY) جو پیرس سے ۱۸۰۵ء میں طبع ہوا۔

(۲) جرمن ترجمہ، از ہرٹ مَن (HERTMANN) جو لیپزک (LEIPZIG) سے ۱۸۰۸ء میں طبع ہوا۔

رسالہ در قافیہ: انگریزی ترجمہ از مسٹر ایچ بلاکمن (H. BLOCHMANN)
جو ۱۸۶۷ء میں طبع ہوا۔

سلامان وابسال: (۱) انگریزی ترجمہ از ایف فالکونر (F. FALCONER) جو لندن
سے ۱۸۵۶ء میں طبع ہوا۔

(۲) انگریزی ترجمہ از فٹزجیرالڈ (FITZGERALD) یہ بھی لندن
ہی سے ۱۸۷۹ء میں مطبوع ہوا۔

مناجات جامی:۔ اُردو شرح از حافظ انور علی صاحب جج رہتکی۔ یہ بھی طبع ہو چکا ہے۔

پندِ جامی :۔ اُردو ترجمہ (صرف ایک باب کا) از مولوی محمد دین مرحوم بی۔ٹی
جو مطبوع ہو چکا ہے۔

لوائح :۔ (۱)۔ شارح شیخ امان اللہ پانی پتی (متوفی ۹۵۷ھ / ۱۵۵۰ء)
(۲)۔ " شیخ تاج الدین دہلوی بن شیخ زکریا اجودھنی دہلوی۔
شارح موصوف از علماء عہد اکبری اور شیخ امان اللہ پانی پتی کے
شاگرد تھے۔
(۳)۔ فواتح الانوار شرح لوائح از عبدالنبی شطاری، مرید شیخ عبداللہ
صوفی شطاری اکبرآبادی۔ موصوف نے اپنی شرح کا اختصار بھی
کیا جس کا نام روائح رکھا تھا۔
(۴)۔ اس لوائح کی تتبع میں محمد افضل سرخوش (متوفی ۱۱۲۷ھ / ۱۷۱۵ء) نے
ایک کتاب بنام 'روائح' لکھی۔

نفحات الانس :۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن ایران اور ہند سے منظر عام پر
آ چکے ہیں۔ نیز اس کی شرح مع حواشی خواجہ احمد فاروقی

ے موصوف ہند میں اکبر کے عہد میں شاہ [illegible]

(متوفی [illegible]) سے کی ہے۔

جن کتب کی مدد سے نمونتاً یہ فہرست مرتب کی گئی ان کے حوالجات کا فرداً فرداً حاشیہ میں ذکر کرنا مشکل تھا اس لیے ذیل میں یکجا قلمبند کی جارہی ہے:۔

فہرست کتب قلمی ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ، مرتب ڈبلو۔ ایوانو (W. IVANOW)۔
فہرست کتب قلمی انڈیا آفس لائبریری لندن، مرتب ایچ۔ ایتھے (H. ETHE)۔ کشف الظنون جلد اول مصنفہ حاجی خلیفہ۔ تذکرۃ الشعراء از دولت شاہ سمرقندی۔ تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی مرحوم۔ سخنوران بلند فکر، از محمد منور صاحب بہادر گوہر منصب دار حضور نظام دکن۔ کلمات الشعراء از محمد افضل سرخوش۔ فارسی ادب بعہد اورنگ زیب، از ڈاکٹر نور الحسن انصاری دہلی یونیورسٹی۔
فہرست کتب اردو تجارتی کتب خانہ لاہور ۱۹۳۲ء۔ فہرست کتب خانہ رحیمیہ دہلی ۱۹۳۸-۳۹ء۔
فہرست کتب کلاں منشی نول کشور لکھنؤ کانپور ۱۹۳۴ء۔

دستور الانشاء

مصنف یار محمد قلندر، صفحات ۲۸۴، اسم کاتب درج نہیں، تاریخ کتابت ۱۳ ذی الحجہ ۱۱ جلوس عالم شاہ بہادر بادشاہ غازی و در صوبہ داری مہاراجہ کلیان سنگھ، کتابت نیم خط شکستہ۔

اس نسخہ میں کل دو سو گیارہ خطوط ہیں اور تین صفحات کا مقدمہ ہے۔ جسے مصنف نے سید غلام حسین خاں (متوفی ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء) صاحب "سیر المتاخرین" کی ایما پر مرتب کیا تھا۔ نواب علی وردی خان اور نواب سراج الدولہ (۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء تا ۱۱۷۰ھ/۱۷۵۶ء) کے نظم حکومت کا بیان اور اس عہد میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جو امراء اور عمال موجود تھے انہی میں سے مخصوص اصحاب کے نام خطوط ہیں لیکن زیادہ تر امرائے بنگال یا جو کسی نہ کسی حد تک بنگال سے

---

۴۴ رفتہ رفتہ شاہ مذکور کے خاص مصاحب بن گئے۔ پھر یہاں سے رخصت ہوکر احمد نگر گئے جہاں برہان نظام شاہ اول ([illegible]) کے ناظر سلطنت کے منصب پر سرفراز کیے گئے اور یہیں تا آخر حیات قیام پذیر رہے۔